انتخاب از جناب محمد اقبال قریشی ھارون آبادی

قسط ۔۲

امام ربّانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

کے

علوم و معارف

بروایت حکیم الامت مولانا تھانویؒ

۲۳- فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو امام صاحبؒ کا مذہب حدیثوں میں ایسا روشن نظر آتا ہے جیسا کہ نصف النہار میں آفتاب۔ بات یہ ہے معرفت کے لئے فہم کی ضرورت ہے۔ بدفہم لوگ شب و روز معترض رہتے ہیں۔ بینائی تو اپنی خراب اور آفتاب پر اعتراض (الاضافات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۳ صفحہ ۴۰)

۲۴- فرمایا: ایک گاؤں والے نے جو دیندار تھا اور بے تکلف حضرت مولانا گنگوہیؒ کو پاؤں دبواتے ہوئے دیکھا۔ کہنے لگا مولوی جی! جی تو بڑا خوش ہوتا ہوگا کہ میں پاؤں دبوا رہا ہوں فرمایا کہ ہاں خوش تو ہوتا ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ میں بڑا ہوں بلکہ راحت کی وجہ سے۔ تو وہ کہتا ہے کہ بس تو تم کو پاؤں دبوانا جائز ہے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس فہم کا۔ کہاں نظر پہنچی۔ آجکل تو مشائخ کی بھی ان دقائق پر نظر نہیں۔ (الافاضات الیومیہ ج ۳ صفحہ ۴۹، صفحہ ۲۲۴ ج ۲ صفحہ ۲۲۵ صفحہ ۲۷۰)

۲۵- فرمایا: میں ہر کام میں ہر بات میں احتیاط کا پہلو اختیار کرتا ہوں۔ مجھ کو اس پر وہمی کہا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے میری شکایت کی گئی کہ یہ جلسہ میں آکر مدرسہ کی رقم سے کھانا نہیں کھاتا۔ حضرت مولاناؒ نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے صاف عرض کر دیا کہ مجھ کو اس کے جواز میں شبہ ہے۔ حضرتؒ نے کچھ نہیں فرمایا۔ ایک شخص نے میرا وعظ سن کر سو روپیہ چندہ بلقان میں دئے اور انجمن ہلال احمر میں داخل کئے گئے اور احمق نے مجھ سے تقاضا کیا کہ قسطنطنیہ سے اسکی مستقل رسید منگا دو ورنہ میرا روپیہ واپس دو۔ میں نے قطع شغب کیلئے اپنے پاس سے روپیہ دے دیا۔ ایک مولوی صاحب نے یہ سن کر مجھ سے فرمایا کہ اپنے پاس سے کیوں دئے تمہاری معرفت جو چندہ بلقان جمع ہوتا اس میں سے سو روپیہ رکھ لئے ہوتے اور تاویل یہ کی کہ خاص اسکی دی

ہوئی رقم تو واپس کر دینا جائز ہی تھا۔ اور وہ رقم اور دوسرے چندہ کی رقم سب ایک ہی حکم میں ہیں۔ لیا ٹھکانا ہے اس بد احتیاطی کا، نفسانی غرض کا جب غلبہ ہوتا ہے ایسی ہی باتیں سوجھتی ہیں، میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ اموال کے باب میں اکثر اہل علم کو بھی احتیاط نہیں الاّ ماشاء اللہ اور عوام تو کیا ہوتی۔ (الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۹۵)

۲۶- فرمایا: ایک مرتبہ میں گنگوہ حاضر ہوا حضرتؒ کی شفقت کی یہ حالت تھی۔ یہ فرمایا کہ جب تم آجاتے ہو دل تازہ ہو جاتا ہے۔ میں نے واپسی کی اجازت چاہی کہ حضرت جاؤں گا۔ فرمایا کہ اتنی جلدی۔ میں نے کہا کہ کپڑے میلے ہو گئے ہیں زیادہ ٹھہرنے کے ارادہ سے نہیں آیا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے تو ہم دے دیں گے۔ میں نے عرض کیا حضرتؒ اور بھی کام ہے۔ پھر حضرتؒ نے کچھ نہیں فرمایا۔ حضرتؒ کے کپڑے پہننے کو بھی جی نہیں چاہا۔ بے ادبی معلوم ہوتی (الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۲۱۱)

اس ملفوظ سے معلوم ہوا کہ حضرت گنگوہیؒ حضرت حکیم الامتؒ پر کتنی شفقت فرماتے تھے۔ اور حضرت حکیم الامتؒ حضرت گنگوہیؒ کا کتنا ادب کرتے تھے۔

۲۷- حضرت مولانا گنگوہیؒ کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ واقعی حضرتؒ اپنے وقت میں اس فن کے مجتہد تھے اسکے ساتھ ہی حضرت میں انتظامی شان بھی تھی۔ خصوص شریعت کی حفاظت میں ایک مرتبہ امیر شاہ خانصاحبؒ نے حضرت گنگوہیؒ کے ایک فتویٰ کے متعلق جس میں کچھ توسع فرمایا گیا تھا۔ حضرتؒ کو ایک خط لکھ مارا کہ جب آپ حضرات ایسی باتوں کو جائز کہیں گے تو بدعتی نہ معلوم کہاں پہنچ جائیں گے۔ لکھنے کو تو لکھ گئے مگر اس کے بعد تنبیہ ہوئی کہ ایسا لکھنا سوء ادب ہے۔ دوسرا خط لکھا کہ ایک خط ایسی بے ادبی کا لکھ چکا ہوں اور نادم ہوں امید ہے کہ احقر کو معاف فرمائیں گے۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ امیر شاہ خانصاحبؒ مجھے حیرت ہے کہ اظہار حق کے بعد ندامت۔ مجھ کو تو جیسے پہلے خط سے خوشی ہوئی تھی۔ دوسرے سے اتنا ہی رنج ہوا۔ یہ تھی ان حضرات کی شان حفاظت شریعت کی۔ (الاضافات الیومیہ ج ۲ ص ۲۱۷)

۲۸- ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت دجّال کے ظہور کے وقت جو ایک سال کا دن ہوگا کیا حقیقت میں وہ ایک دن ہوگا۔ فرمایا کہ وہ ایک دن نہ ہوگا۔ تین سو ساٹھ ہی دن ہو گئے مگر وہ میں تصرف کرے گا۔ اور جہاں اس کا تصرف نہ پہنچے گا، وہاں یہ اثر نہ ہوگا۔ یہ تحقیق مشہور نہیں مگر ایک حدیث سے مستنبط ہوتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطَنْطُنِيَّةَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ اِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطَانُ اِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ

فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءَ الشَّامَ خَرَجَ (رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ الفصل الاول من باب الملاحم) (یعنی مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کریں گے اور اس حال میں کہ مسلمان مالِ غنیمت کو تقسیم کر رہے ہوں گے، شیطان چیخے گا کہ دجال نے تمہارے اہل و عیال پر حملہ کر دیا ہے اور یہ بات غلط ہوگی۔ پھر جب مسلمان شام میں آویں گے دجال نکل آوے گا۔)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر غلط ہوگی مگر اس کے غلط ہونے پر شام پہنچنے تک اس سے استدلال نہ کر سکیں گے کہ دن تو طویل ہوا ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مستمعین بھی سمجھیں گے کہ اس کا تصرف عام نہ ہوگا تو ممکن ہے کہ خروج کی خبر صحیح ہو مگر ہم پر اس تصرف کا اثر نہ ہوا ہو۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے یہ تقریر فرمائی تھی۔ (الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۲۲۳)

۲۹۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے انتقال پر فرمایا تھا، بس سے حضرتؒ کا عشق معلوم ہوتا ہے کہ اگر میرے پاس ایک چیز نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ دریافت کیا گیا حضرتؒ وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا وہی چیز جسکی وجہ سے تم مجھ کو بڑا سمجھتے ہو۔ میں اس سے یہ سمجھا کہ اس سے مراد تعلق مع اللہ ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۲۶)

۳۰۔ فرمایا: مولانا اسمٰعیل شہیدؒ حبِ عقلی کو افضل فرماتے تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ حبِ عشقی کو اور حضرت مولانا گنگوہیؒ نے خوب تطبیق دی ہے مجھ کو تو وجد ہو گیا کہ حیات میں تو حبِ عقلی افضل ہے۔ اور مرنے کے وقت حبِ عشقی۔ (الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۲۶)

۳۱۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے یہاں اپنے اور بزرگوں سے زیادہ انتظام تھا۔ اس انتظام کا نام معترضین نے آجکل قانون رکھا ہے اور قانونِ حکومت سے تشبیہ دے کر طعن کیا کرتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۴۶)

۳۲۔ فرمایا آجکل دوستی کا نام ہی نام رہ گیا ہے ورنہ حقیقت تو قریب قریب مفقود ہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کی مجلس میں حافظ محمد احمد صاحبؒ اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحبؒ حاضر تھے جنکی دوستی مشہور و معروف تھی۔ حضرتؒ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کبھی تم میں اور ان میں بے لطفی یا لڑائی بھی ہوتی ہے۔ عرض کیا کہ حضرت کبھی کبھی ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ یہ دوستی پائیدار ہے درخت وہ مستحکم ہوتا ہے کہ جس پر آندھی آ چکی ہو پھر اپنی جڑوں کو نہ چھوڑا ہو۔ بس دوستی بھی وہی ہے کہ باہم لڑائی بھی ہو جاوے اور پھر تعلقات باقی رہیں۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۳۱۴)

۳۳۔ فرمایا: ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو مزہ پہلے آتا تھا، اب نہیں آتا۔

میں نے کہا کہ میاں مزہ تو ندی میں ہے یہاں کہاں مزہ ڈھونڈھتے پھرتے ہو۔ جیسے مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ نے ایسی شکایت کے جواب میں فرمایا تھا کہ تم کو خبر نہیں پرانی جورو اماں ہو جاتی ہے، مطلب یہ کہ اول شوق کا غلبہ ہوتا ہے۔ پھر انس کا اور مزہ شوق میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ خواجہ صاحب (عارف باللہ حضرت مولانا عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ) نے عرض کیا حضرت سنا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک مثال فرمائی ہے کورے بدھنے کی کہ اول جس وقت اس میں پانی بھرا جاتا ہے تو بڑا شور سا ہوتا ہے اور بعد میں پرانا ہو جاتا ہے اور پرانے پر وہ شور نہیں ہوتا بلکہ سکون کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے رگ وریشہ میں پانی سرایت کر چکا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا واقعی عجیب مثال ہے، عارفین کو حسن تمثیل حضرات انبیاء علیہم السلام سے عطا ہوئی ہے۔ قاضی بیضاویؒ نے بھی لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور حکماء کی باتوں میں مثالیں بہت ہوتی ہیں۔ وہ حقائق کے تطابق پر اور محسوسات سے معانی کی توضیح پر قادر ہوتے ہیں۔ ان کو ایک نور عطا ہوتا ہے، جس سے ان کو حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۱)

۳۴۔ فرمایا: طالب علمی کے زمانہ میں کسی دوسری طرف متوجہ ہونا تعلیم کو برباد کرنا ہے۔ طالب علم کے لئے جمعیت قلب اور یکسوئی ضروری ہے اس کے برباد ہونے سے تعلیم برباد ہو جاتی ہے۔ میں نے زمانہ طالب علمی میں حضرت مولانا گنگوہیؒ سے بیعت ہونے کی درخواست کی تھی۔ اس پر حضرتؒ نے یہ فرمایا تھا کہ جب تک کتابیں ختم نہ ہو جائیں اس خیال کو شیطانی خیال سمجھنا۔ واقعی یہ حضرات بڑے حکیم ہیں۔ کیسی عجیب بات فرمائی۔ ایک وقت میں قلب دو طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ پس ضروری کو غیر ضروری پر ترجیح دینا چاہیئے اور طالب علمی ضروری ہے اور بیعت ضروری نہیں۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۳۴)

۳۵۔ فرمایا کہ نماز تو حضرت مولانا گنگوہیؒ پڑھاتے تھے ایسی ہلکی پھلکی کہ ذرہ برابر مقتدیوں پر گرانی نہ ہو۔ حضرتؒ تو صبح کی نماز میں اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ، اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور سورہ بروج پڑھا کرتے تھے۔ ضرورت ہے اسکی کہ لوگوں کی راحت کا خیال رکھا جائے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۴۲) حضرت حکیم الامتؒ نے اسی ملفوظ میں علماء عیدین اور جمعہ کے خطبے لمبے پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ لمبے خطبے پڑھنے کا سبب یہ ہے کہ لوگ سمجھیں گے کہ بڑا عالم ہے۔ اس مرض کا نام حب جاہ ہے۔

۳۶۔ فرمایا: مخارج تو مسوڑھوں سے بھی ادا ہو سکتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے دانت

نہ رہے تھے مگر قرآن شریف پڑھنے کے وقت یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے دانت نہیں ہیں۔
عمر اسی سال کی تھی۔ ایک صاحب نے حضرت گنگوہیؒ سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے۔
فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر ؟ پھر روٹیاں چبانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو
رحم آتا ہے۔ نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔ حضرت بڑے ہی ظریف تھے۔ (الافاضات الیومیہ ص ۱۹)

۳۷۔ فرمایا: کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک ذاکر کے اس شبہ پر کہ اس (جہر) میں ریا ہے۔
یہ جواب فرمایا تھا کہ ذکر جہر میں تو سب دیکھ رہے ہیں کہ اللہ اللہ کر رہے ہیں اور ذکر خفی میں گردن
جھکائے بیٹھے ہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ نہ معلوم لوح و قلم عرش و کرسی کی سیر کر رہے ہیں۔
تو اس حساب سے ذکر خفی میں ذکر جہر سے زیادہ ریا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۱۳)

۳۸۔ فرمایا: حضرت مولانا گنگوہیؒ سے کسی شخص نے کہا تھا کہ اگر حضرت بیت اللہ تشریف
لے جائیں تو سفر خرچ کے لئے کل روپیہ میں دوں گا۔ سن کر فرمایا دیکھو تو کیسی اچھی بات ہے ایک
تو بیت اللہ کی زیارت اور دوسرے حضرت حاجی صاحبؒ سے ملاقات مگر کچھ حالت ایسی
ہوگئی ہے کہ طبیعت میں جانا نہ جانا دونوں برابر معلوم ہوتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۲۰)

۳۹۔ فرمایا: بزرگوں کی توجہ اور عنایت بڑی دولت ہے اسکی قدر کرنا چاہئے، میں تو اپنے
متعلق عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہے سب اپنے بزرگوں کی نظر اور توجہ کی برکت ہے۔ یہاں پر
جو مدرسہ ہے کوئی مستقل اسکی آمدنی نہیں۔ شان و شوکت نہیں مگر حضرت مولانا گنگوہیؒ نے
ایک مرتبہ یہاں کی نسبت فرمایا تھا کہ بنیائی نہیں رہی ورنہ ایک مرتبہ تھانہ بھون جاکر دیکھتا ---
(الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۳۴)

۴۰۔ فرمایا: ایک صاحب نے حضرت مولانا گنگوہیؒ کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا تو ادائے حق کیلئے
کچھ گفتگو کرنا چاہی اور یہ گفتگو کی کہ حضرت وہ چھوٹی چھوٹی باتیں کونسی ہیں جن سے نکاح ٹوٹ جاتا
ہے۔ حضرتؒ نے مزاحاً فرمایا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے انبیٹھ والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہوگا، ہمارا
نہیں ٹوٹتا۔ کہنے لگے یہ ہی کفر و شرک کی باتیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ حضرت کفر و شرک کی باتیں تو
چھوٹی ہوگئیں۔ پھر بڑی کونسی باتیں ہوں گی۔ شرمندہ ہوکر خاموش ہوگئے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۹۸)

۴۱۔ فرمایا: ایک اور حکایت حضرت مولانا گنگوہیؒ نے نقل فرمائی، گنگوہ میں ایک بے قید درویش
آیا۔ شہرت ہوئی۔ ایک آوارہ عورت کو بھی معلوم ہوا۔ اس نے اپنے آشنا سے کہا کہ چلو ہم بھی
اللہ والے کی زیارت کر آئیں۔ دونوں گئے۔ مرد تو جاکر شاہ صاحب کے پاس بیٹھ گیا اور یہ عورت

بوجہ شرمندگی ایک طرف بیٹھ گئی۔ شاہ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ بازاری عورت ہے، آپ کی زیارت کو آئی ہے، مگر بوجہ اس پیشہ کے شرمندگی کے سبب پاس آنے سے رکتی ہے، وہ شاہ صاحب کیا کہتے ہیں کہ بی پاس آجاؤ جی۔ شرمندگی کی کونسی بات ہے وہی کرتا ہے وہی کراتا ہے (نعوذ باللہ) یہ الفاظ سن کر اس عورت کے سر سے پیر تک آگ لگ گئی اور کھڑی ہوگئی اور اس آشنا یعنی اپنے ساتھی سے کہا کہ بھڑوے تو تو اسکو بزرگ تبلاتا تھا۔ یہ تو مسلمان بھی نہیں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چل دی۔ میں کہتا ہوں کہ ان الفاظ سے اس حقیقت تک کسی مفتی کا ذہن تو پہنچ سکتا تھا۔ مگر بے چاری جاہل نے کیسا سمجھا۔ یہ فہم کی بات ہے اور اس میں فہم تو تھا ہی، بغض فی اللہ کس درجہ تھا کہ بیٹھ نہ سکی۔ خاموش نہ رہ سکی، چلدی۔ بھلا ان واقعات سے کیا کوئی کسی کی تحقیر کر سکتا ہے یا تغیر سمجھ سکتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۰۱)

۴۲ - فرمایا: ایک بی بی تین مرتبہ آچکی ہیں اور تینوں دفعہ محروم گئیں۔ سمجھتی ہوں گی کہ اس سے زیادہ کوئی سخت نہیں، اور آج سلیقہ سے آنا ہوا سب دفعہ کی کلفت جاتی رہی، اب کہتی ہوں گی کہ اس سے زیادہ کوئی نرم نہیں۔ حالانکہ نہ میں سخت ہوں نہ نرم۔ میں تو اصول کے ماتحت کام کرتا ہوں۔ یہ ہی دوسروں سے چاہتا ہوں۔ باقی کسی کا اصول اور سلیقہ سے کام کرنے کا قصد نہ ہو۔ اسکی تو نفسدہی لی جائے گی۔ یہی ناگوار ہوتا ہے۔ کیونکہ مذاق وہ ہو رہا ہے جیسا حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ کسی گرو کے پاس ایک شخص گیا کہ چیلا بنالو۔ گرو نے کہا چیلا بننا بڑا مشکل ہے تو کہتا ہے گرو ہی بنالو۔ یہ لوگ گرو بننے ہی آتے ہیں۔ سو میں بھی گرو بناکر ہی بھیجتا ہوں۔ میرے یہاں ان سب شرائط اور صورتوں کا مشترک مقصد حصول مناسبت ہے۔ ان سب تدابیر سے مناسبت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور اسی سے اذیت ہوتی ہے کہ یہ اپنے منصب کے خلاف کر رہا ہے۔ محروم رہے گا۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۰۵)

۴۳ - فرمایا: حضرت عمر فاروقؓ نے ایک قانون مقرر کر کے کیا اچھا انتظام کیا تھا کہ سارے ملک کو درسگاہ بنا دیا تھا وہ یہ کہ انہوں نے حکم دیا تھا کہ بازار میں بجز ایسے شخص کے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں جو مسائل فقہیہ جانتا ہو۔ مطلب یہ تھا کہ جو خریدار ان سے مقابلہ کریں گے ان کو بھی مسائل سے آگاہی ہو جائے گی اس طرح سے بلا مشقت تمام ملک مدرسہ ہو جائے گا، سو وہ تو سارے ملک کو مدرسہ بنانا چاہتے تھے اور آج کل بقول مولانا رشید احمدؒ مولویوں میں یہ کمی ہوگئی ہے کہ پڑھ کر یا تو دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں یا ذکر و شغل میں درس و تدریس چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ تو وہ اپنے مقام کو

بھی مدرسہ نہیں بنانے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۲۱) احقر نے تو اکثر کی یہ حالت دیکھی ہے کہ جو کچھ پڑھتے ہیں مدرسہ ہی میں چھوڑ آتے ہیں۔ دوسروں کی تو کیا خود اپنی اور اپنے گھر والوں بیوی بچوں کی بھی اصلاح نہیں کرتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

(باقی آئندہ)

دیانتداری اور خدمت
ہمارا شعار ہے
★
ہم اپنے ہزاروں کرم فرماؤں
کا
شکریہ ادا کرتے ہیں
جنہوں نے
پستول مارکہ آٹا
پسند فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے
ہمیشہ پستول مارکہ آٹا استعمال کیجئے
جسے
آپ بہتر پائیں گے
نوشہرہ فلور ملز جی ٹی روڈ نوشہرہ
فون نمبر 126

ایگل
ایک
عالمگیر
قلم!
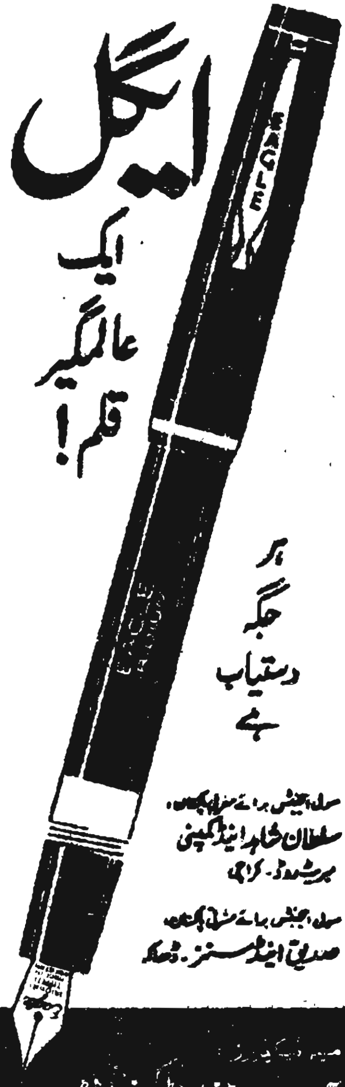

ہر
جگہ
دستیاب
ہے
سلطان شاہد اینڈ کمپنی
کراچی
صدیقی اینڈ سنز۔ ڈھاکہ
AFC-U-10/70
Crescent